نصاب تعلیم دراسات دینیہ

دراسات دینیہ سال اول

نمبر شمار	مضامین	کتب
01	ترجمہ وتفسیر	ترجمہ قرآن کریم مع مختصر تفسیر (سورہ یونس تا عنکبوت)۔
02	حدیث	معارف الحدیث (ج۔۲۔۳۔۴)۔
03	فقہ	تعلیم الاسلام (مکمل)۔بہشتی زیور (ج۔۲۔۳۔۴)
04	صرف ونحو	علم الصرف (ج۔۱۔۲)۔علم النحو
05	لغۃ عربیہ	طریقۃ عصریہ (ج۔۱)۔قصص النبیین (ج۔۱۔۲)
06	سیرت، حدر	سیرت خاتم الانبیاء ﷺ (مفتی محمد شفیعؒ)۔حدر آخری پارہ عم مع حفظ ربع آخر۔

دراسات دینیہ سال دوم

نمبر شمار	مضامین	کتب
01	ترجمہ وتفسیر	سورہ بقرہ تا سورہ یونس وسورہ عنکبوت تا ختم قرآن
02	حدیث	معارف الحدیث (ج۔۱۔۵۔۶۔۷)۔
03	فقہ	بہشتی زیور (ج۔۵۔۶۔۷)
04	لغۃ عربیہ	طریقۃ عصریہ (ج۔۲)۔قصص النبیین (ج۔۳۔۴)
05	صرف ونحو	علم الصرف (ج۔۳۔۴)،عوامل النحو
06	عقائد	حیات المسلمین (اردو)

کتب برائے مطالعہ دراسات سال اول: اسوہ رسول ﷺ اور نماز مدلل

کتب برائے مطالعہ دراسات سال دوم: سیر الصحابیات اور اسلام کیا ہے؟

نوٹ:......ترجمہ قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے صرف ونحو سے ضروری مناسبت پیدا کی جائے۔

سال دوم میں ترجمہ قرآن کے دو گھنٹے ہوں گے۔البتہ پرچہ ایک ہوگا۔

معارف الحدیث میں اصل نصاب احادیث ہوں گی۔اساتذہ ان کی تشریح معارف الحدیث کی روشنی میں خود بھی کر سکتے ہیں۔جہاں مناسب سمجھیں کتاب کی تشریح کو پڑھا دیں۔

☆......☆......☆

برصغیر میں دینی نظام تعلیم کے مجدد

حضرت مولانا سید ارشد مدنی

حضرت مولانا کی تصانیف ومکتوبات: جیسا کہ میں نے عرض کیا، حضرت مولانا کے علوم اور تحقیقات وتحریرات کا دائرہ، خاصا وسیع اور مختلف موضوعات ومضامین پر مشتمل ہے، اگرچہ حضرت مولانا کی تصانیف شمار میں بہت زیادہ نہیں ہیں، مگر جس قدر بھی ہیں ان میں سے ہر ایک دریا بکوزہ کی عمدہ مثال ہے۔ یہ کتابیں زیادہ تر اردو میں ہیں لیکن چند فارسی میں بھی ہیں، یہاں ان کے مفصل تعارف کا موقع نہیں، لیکن ان کے نام اور موضوعات کا مختصر تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔

تصانیف یہ ہیں:

نمبر شمار	موضوع	نام کتاب	مطبع ومقام طباعت	سنہ طباعت
۱	قرآن مجید اور علوم القرآن	تصحیح قرآن شریف (برائے طباعت)	مطبع مجتبائی میرٹھ	۱۲۸۱ھ
۲	قرآن مجید اور علوم القرآن	تصحیح حمائل شریف مع موضح قرآن	مطبع مجتبائی میرٹھ	
۳	قرآن مجید اور علوم القرآن	اسرار قرآنی	گلزار احمدی، مرآباد	۱۳۰۴ھ
۴	حدیث اور متعلقات حدیث	بخاری شریف، شرکت در تصحیح حواشی حضرت مولانا احمد علی محدث، سہارنپوری	مطبع سید الاخبار، دہلی و مطبع احمدی، دہلی	۱۲۷۰ھ ۱۲۶۴ھ

۵	حدیث اور متعلقات حدیث	رسالہ تقریر حدیث: فضل العالم کفضلی علی أدناکم		بلاسنہ
۶	فقہ واسرار شریعت	احکام الجمعہ	رام پریس، میرٹھ	۱۳۴۲ھ
۷	فقہ واسرار شریعت	اسرار الطہارۃ	مطبع قاسمی، دیوبند	بلاسنہ
۸	عقائد وکلام	تحذیر الناس	مطبع صدیقی، بریلی	تقریباً ۱۲۹۱ھ
۹	عقائد وکلام	حجۃ الاسلام	مطبع احمدی، علی گڑھ	۱۳۰۰ھ
۱۰	عقائد وکلام	گفتگوئے مذہبی	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۳ھ
۱۱	عقائد وکلام	مناظرہ عجیبہ	گلزار ابراہیم، مراد آباد	بلاسنہ
۱۲	غیر مقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	الاجوبۃ الکاملۃ فی الأسولۃ الخاملۃ	مطبع مجتبائی، دہلی	۱۳۲۲ھ
۱۳	غیر مقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	الدلیل المحکم علی قرأۃ الفاتحۃ للموتم	گلزار احمدی، مراد آباد	۱۳۰۲ھ
۱۴	غیر مقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۳۰۲ھ
۱۵	غیر مقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	حق الصریح فی اثبات التراویح	مطبع عین الاخبار، مراد آباد	بلاسنہ
۱۶	غیر مقلدین کے نظریات ودلائل کی تردید	مصباح التراویح	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۰ھ
۱۷	شیعیت کے جواب میں	اجوبہ اربعین	مطبع ضیائی، میرٹھ	۱۲۹۱ھ
۱۸	شیعیت کے جواب میں	ہدیۃ الشیعۃ	مطبع ہاشمی، میرٹھ	۱۲۸۴ھ
۱۹	شیعیت کے جواب میں	انتباہ المومنین	مطبع احمدی، میرٹھ	۱۲۸۴ھ
۲۰	عیسائیت کی حقیقت	تقریر دل پذیر	مطبع احمدی، دہلی	۱۲۹۹ھ
۲۱	عیسائیت کی حقیقت	مباحثہ شاہ جہاں پور	مطبع احمدی، دہلی	۱۲۹۹ھ

۲۲	ہندوؤں کے اسلا... اعتراضات کے ...			مطبع مجتبائی...	...۱۱ھ
۲۳	ایضاً		...سلام	اکمل المطابع، دہلی	ھ
۲۴	ایضاً		...	مطبع صدیقی، دہلی	
۲۵	ایضاً		... لی	مطبع ہاشمی، میرٹھ	ھ
۲۶	ایضاً		...نما	اکمل المطابع، دہلی	...۱۱ھ
۲۷	شعروادب		قاسمی	مطبع مجتبائی، دہلی	ھ
۲۸	فلسفہ	تقریر	جزولایتجزی	مطبع مجتبائی، دہلی	...
۲۹	عقلیت پسندوں کا جواب		تقا...	مطبع نسیا... میرٹھ	...۱۲ھ
۳۰	مکتوبات		...لوم	مطبع مجتبائی، دہلی	...۱۲ھ
۳۱	ایضاً	لط	...قاسمیہ		۱۳۰۹ھ
۳۲	ایضاً		...اسمی		۱۳۰۹ھ
۳۳	ایضاً	فر	...سمیہ	ادارہ ادبیات، دہلی	...۱۴۰۰ھ
۳۴	ایضاً	فیو...	...قاسمیہ	مطبع ہاشمی، میرٹھ	...۱۳۰۴ھ

خلافت اسلامیہ ترکی اور خلیفۃ المسلمین سے گہرا تعلق: ...المسلمین اور باب عالی ترکی سے، ہند...انی مسلمانوں کے عوام وخواص کی مغل دور حکومت سے گہری وابستگی ...ت اسلامیہ سے اپنی نیازمندی کا اظہار، ...روستانی مسلمانوں کے احوال وتاریخ سے واقف ... نے بھی ہندوستان کے ... اور عزت افزائی میں کمی نہیں کی خصوصاً ... دور میں ... پر مغرب کی یلغار ہوئی ... ترکی حکومت کے اقتدار اعلیٰ وتصان پہنچانے اور اس کی ... شروع کی، اس وقت ... اضطرابی کیفیت طاری تھی۔ وہ کسی بھی طرح سلطان ترکی ... تھے اور خلافت اسلامیہ ... فوجوں سے مقابلہ ... لئے، اپنی ہر طرح کی جانی مالی ... کی آرزو رکھتے تھے، ... آئے، ہر مرتبہ مسلم... کا اجتماعی تاثر اور ردعمل یہی ہوا

ایسا ہی ایک نا... تع اس وقت سامنے آیا ... / (۱۲۹۴ھ) میں روس ... کی پر ...

کر دیا تھا اور ... جنگ شروع ہوگئی تھی ... ر خلافت عثمانیہ کے کئی علاقے اس کے قبضہ سے نکل کر،
روس کے ہاتھ ... چلے گئے۔

... اپنے معاہدوں کی صاف خلاف ورزی کر کے ترکی کے علاقوں پر حملہ اور فو
کشی سے شروع ...

روس کی حکومت ... ترکی کا سنہ ۱۸۵۶ / (رجب ۱۲۷۳ھ) میں پیرس میں، معاہدہ امن ہوگیا تھا، جس
وجہ سے حکومت ترکی ... کسی لڑائی ... مطمئن تھی، مگر روس کی حکومت نے کھلی معاہدہ شکنی کی اور
۱۸۷۷ / (۱۲۹۴ھ) ... پر اچانک حملہ کر دیا، چونکہ حکومت ترکی اپنے معاہدہ کی وجہ
روس کی طرف سے مطمئن ... ترکی کی حکومت کا نقصان ہوا اور اس کے
علاقے ایک کے بعد ایک ... چلے گئے۔

یہ حادثہ اور ... رہتے، اور متاثر نہ ہوتے، جیسے ہی
ہندوستان پہنچی، ... خصو... مدرسہ دیوبند کے بانیان کرام ...
پر اس کا غیر معمولی اثر ... حکومت ... تعاون ... منصوبے بنائے جس میں سب سے پہ
... نے ... فر... لشکر عثمانی کے زخمیوں کیلئے، چار ہزار رو
... مقیم دولت ... قونصل جنرل (Counsellor
... قونصل جنرل صاحب نے اس کی رسید بھجوائی ... حضرت مو
محمد قاسم نانوتوی ... جس کے الفاظ یہ تھے:

جناب فضل ... صاحب جناب مولوی محمد یعقوب صا... مولوی ... م، ... محمد
رفیع الدین صاحب ... مدرسہ عربی دیوبند سلمہ اللہ تعالیٰ!
بعد سلام مسنون ... روح باد کہ مکتوب بہجت اسلوب آں حضرات مع مبلغ ایک ہزار ... روپیہ
نوٹ بنگالی، ... آں بہ باب عالی برائے مجروحین وایتام دار اہل عساکرہ منصورہ ... شود،
مرسول ...
حقیقتاً ... کہ بمقتضائے حمیت دینیہ بظہور آمدہ، ... ممنونیت ... ت،
وبحول اللہ ... خواہش بہ باب عالی تبلیغ میکنم، ورسیدی کہ از آں ... عقب
موصول آں ... ودر جوائب ہم نشر خواہد گردید۔ وہم چنیں ہر مبلغے کہ حسب ... رسیدہ
باشد، انشاء اللہ ... در تبلیغ آں دریغ نخواہد وداد۔ زیادہ والسلام

حسین حسیب
سرشہبندر، دولت عثمانیہ علیہ۔ در بمبئی
مورخہ ۱۰/محرم الحرام ۱۲۹۴ھ

حسین حسیب آفندی کو دوسری مرتبہ رقم پہنچی، تو انھوں نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا:

جناب فضائل مآب مولوی محمد قاسم صاحب، ومولوی محمد یعقوب صاحب، ومولوی محمد رفیع الدین صاحب ومحمد عابد صاحب، مہتممان مدرسہ عربی دیو بند، سلمہم اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون الاسلام! مشہود باد کہ مبلغ دوصد روپیہ بابت اعانت عساکر، قسط دوم کہ ارسال فرمودند موصول گردید، وروانہ کردہ شد، خاطر شریف جمع دارند۔ وانچہ از اظہار مہربانی ہا کہ بہ نسبت من فرمودہ اند، گویا بلسان حال من اظہار بزرگی وشرف خود فرمودہ اند، ایزد تعالیٰ توفیق خیر مزید گرداند۔ والسلام

سرشہبندر، دولت علیہ عثمانیہ در بمبئی
۱۶/صفر الخیر ۱۲۹۴ھ

اس کے بعد حضرت مولانا، موقع بہ موقع رقومات اکٹھی کر کے بمبئی عثمانی قونصل خانہ بھیجتے رہے، اور وہاں سے رسیدیں اور شکریہ کے خطوط موصول ہوتے رہے، (۱) اس طرح کے کئی اور خطوط بھی معلوم ہیں، مثلاً:

مکتوب: (۱۵/جمادی الاول ۱۲۹۴ھ)
مکتوب: یکم جمادی الاخری ۱۲۹۴ھ (۱۳/جون ۱۸۷۷/)
مکتوب: ۱۳/جون ۱۸۷۷/مکرر
مکتوب: ۲/رجب ۱۲۹۴ھ
مکتوب: ۳/رجب ۱۲۹۴ھ

ان رقومات کے ملنے کی باب عالی سے بھی اطلاعات آئیں، آخر میں خلافت عثمانیہ کے وزیر اعظم ابراہیم ادہم کا ذاتی خط موصول ہوا، جس میں حضرت مولانا، ان کے رفقاء اور معاونین وچندہ دینے والوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ پورا خط یہاں نقل کر دیا جائے، تحریر فرماتے ہیں:

وزیر اعظم خلافت عثمانیہ کا شکریہ کا خط

واضح ہو کہ دفتر خاص باب عالی، شاہنشاہ ظل الٰہی سلطان دوم خلد اللہ ملکہ سے بھی رسیدات آئیں، چوں کہ وہ زبان ترکی میں ہیں، ان کا تلفظ اور تفہیم دشوار ہے، اس لئے انہیں نقل نہیں کیا۔ مگر شکریہ وزیر اعظم سلطنت روم، باب عالی سے بعبارت فارسی عز ورود دلایا اور باعث افتخار ہندوستان ہے۔ نقل کرتے ہیں:

شکرا یہ از جانب

دستور معظم، صدر اعظم، جناب ابراہیم ادہم صاحب بہادر لازال ظل کرمہ

جناب مدرسان مدرسہ دیوبند، ضلع سہارنپور۔ فضیلت مآبان صاحب۔

اعانت نقدیہ بجہت اولادوعیال عساکر شاہانہ، کہ در جنگ سربستان شربت شہادت نوشیدہ بودند، پیش ازیں فراہم آوردہ ارسال فرمودہ بودید، بتامی واصل گردید۔ برائے توزیع آں باب استحقاق بانجمن مخصوص تسلیم نمودہ شد، وازیں ہمت فتوت مندانہ کہ مجرد از غیرت دینیہ وحمیت اسلامیہ شما بوقوع آمدہ است، ہمہ وکلائے دولت علیہ عثمانیہ فرحناک گشتہ، وعلی الخصوص بدرجہ کمال ہادی خوشنودیت ایں مخلص بے ریا گردیدہ است۔ مبلغ مرسول علاوہ برآنکہ باضطراب محتاجین تخفیفے بہم رسانیدہ، کسانیکہ ازیں اعانت حصہ دار شدند بملاحظہ آنکہ در ممالک بعید وہندستان برادران دینی ہستند کہ برحال پرملال بچشم تاسف نگاہ می کنند، وبرزخم ہائے کہ از دشمنان دین خوردہ ایم، مرہم تسلیت می نہند، اظہار مزید شکرانیت کردند واشک رقت ریختہ حصہ خود شانرا گرفتند، بنا بریں از جناب رب مستعان کہ نصیر وظہیر یگانہ گویان است، التماس آں دارم کہ سعی جمیل شما عند اللہ مشکور گشتہ، در دنیا وعقبیٰ مظہر اجر جزیل باشید۔ والسلام

۹/ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ

عن دار الخلافۃ العلیۃ العثمانیہ (۲)

وزیر اعظم ابراہیم ادہم

حضرت مولانا قاسم اور ان کے رفیق علماء نے اس وقت وزیر اعظم حکومت عثمانیہ (ابراہیم ادہم) کے خط کا جو مفصل جواب لکھا تھا اور اظہار ممنونیت کیا تھا، اس کی سطر سطر سے علماء ہند، خصوصاً حضرت مولانا محمد قاسم اور ان کے ہم نوا علماء کی عثمانی حکومت اور خلافت اسلامیہ سے گہری محبت وانسیت کا اظہار ہوتا ہے، یہ خط مفصل ہے اس لئے یہاں اس کا ایک اقتباس پیش ہے، اسی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم اور ہندوستان کے عام مسلمانوں کی نگاہوں میں خلافت اسلامیہ کا کیا بلند مرتبہ ہے اور وہ اس سے کس قدر گہری وابستگی رکھتے تھے، حضرت مولانا نے لکھا تھا:

روز جمعہ پانزدہم رجب ۱۲۹۴ ہجری علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ سلام، فرمان والاشان کہ ہمچو نامہ اعمال اصحاب الیمن، تسلی بخش دل ہائے اندوہ گیں بود، نزول اجلال بسر وچشم ذلیلان پراگندہ حال فرمودہ۔ ذرہائے بےمقدار را از خاک ذلت بآسمان عزت رسانید، وخاک نشینان تیرہ بخت را رشک خورشید جہاں تاب گردانید۔ شکر ایں منت علیاء از زبان از کجا آریم کہ اول متاع قلیل ہماں، یگان ذلیل راز یر نگاہ قبول

جاداند، وسپاس ایں عنایت عظمیٰ چگونہ گزاریم، کہ باز بارسال فرمان جلیل متضمن قبول آنمایہ قلیل، افتادگان خاک ذلت را بر چرخ نشاندند:

زقدروشوکت سلطان نگشت چیزے کم　　　کلاہ گوشۂ دھقان بآسمان رسید

(مسرت) عید باین روز مبارک نرسد، کہ طراز رشک ہلال نورافزائی دل و دیدہ ہندیان خوار گردید، و بخت ہمایوں باین طالع نکو پہلو نزند، کہ ہمارے اوجِ سعادت بال بسر بے سروسامان زار و نزار کشید:

در ہر ذرہ آفتاب آمد　　　بحر در خانہ حباب آمد

گرد بودیم رشک نور شدیم　　　بر در قرب ذرہ دور شدیم؟

قطرۂ زار شد در نایاب　　　ذرہ خوار شد خور ومہتاب

افسوس نہ خزانہ قارون است کہ بریں سرفراز نامہ نثار سازیم، ونہ بخت ہمایوں است، تا بمدش بجائے جان درسینہ نہیم، واز جان پردازیم۔ از بے خبری قطرہ بدریا سپردیم، مگرزہے عنایت کہ ہچودریا باغوشش کشیدند، واز بے عقلی ذرہ پیش آفتاب برویم، مگرزہے کرم کہ بنورنظر عنایت رشک ماہ وکواکب گردانیدند۔

جنگ بلقان کیلئے حضرت مولانا محمد قاسم اوران کے رفقاء کا سفر حجاز

حضرت مولانا محمد قاسم اوران کے اصحاب کو خلافت عثمانیہ سے جو وابستگی تھی، اس کا حق اور تقاضا تھا کہ خلافت سے وابستگی اور دینی ملّی درد رکھنے والے اصحاب چندہ مالی اور تعاون سے آگے بڑھ کر کوئی اقدام کریں، علمائے دیوبند اور حضرت مولانا محمد قاسم اس میں بھی پیچھے نہیں رہے، جب جنگ کی خبریں کثرت سے آتی رہیں، تو ان حضرات نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں خود جاکر دیکھنا ہے اور اگر ضرورت ہوتو، جہاد میں عثمانیہ لشکر کے ساتھ شریک ہونا ہے۔

اس مقصد کے لئے سب سے پہلے سفر حج (حجاز) کا ارادہ کیا گیا، اس کارواں میں جو اس مقصد کے لئے تیار ہوا تھا، علمائے کبار کی ایک بڑی جماعت شامل تھی، جس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اوران کے رفیق و معاون، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی بھی شریک تھے، اس سفر کا پورے ملک میں چرچا ہوگیا تھا اور عام طور پر یہی سمجھا جارہا تھا کہ یہ حضرات سفر حج کے پردہ میں، بلقان کی جنگ میں شرکت اور سلطان ترکی کی مدد کے لئے جارہے ہیں، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

> ”عام اہل اسلام نے جب دیکھا کہ دفعتہ خلاصۂ ہندوستان بجانب حجاز جارہا ہے (اس لئے) جس سے بھی ہوسکا، وہ معیت و ہمرکابی کے لئے تیار ہوگیا۔ اس لئے کہ بطور خود لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہوگیا، کہ یہ حضرات دینی معاونت کے لئے بحیلۂ سفر حجاز، حقیقت میں ملک روم کا سفر کررہے ہیں۔

ترکی سلطنت کی طرف سے والنٹیر جماعت میں شامل ہوکر، مجاہد فی سبیل اللہ بنیں گے اور جس کے نصیب میں مقدر ہے، جام شہادت پی کر حیات ابدی حاصل کرے گا"۔(۳)

حضرت مولانا محمد قاسم کے ایک بڑے شاگرد اور علمی عملی جانشین (شیخ الہند مولانا محمود حسن کے شاگرد اور سوانح نگار) مولانا سید اصغر حسین صاحب نے بھی تقریباً یہی ظاہر کیا ہے کہ:

"۱۲۹۴ھ میں بھی جب علمائے ہندوستان کا مشہور قافلہ جنگ روم وروس کے زمانہ میں روانہ ہوا، تو لوگوں نے خود بہ خود ایسی ہی توجیہات شروع کردی تھیں"۔(۴)

ابھی یہ حضرات مکہ مکرمہ میں تھے کہ پلونا پر روس کے قبضہ کی خبر پہنچی، جس سے سب کو بہت افسوس ہوا، مگر مکہ مکرمہ میں اخبارات کا سلسلہ بند تھا، اس خبر کی تصدیق باقی تھی اس لئے حضرت حاجی امداد اللہ کی ہدایت ومشورہ کے مطابق، مجبوراً واپسی کا ارادہ کرلیا۔ بہ ظاہر ان حضرات کے سفر کی صورت نہیں ہوئی، اگر ہوتی تو یہ حضرات مکہ مکرمہ سے ترکی جاتے اور وہاں سے محاذ جنگ (بلقان) پہنچنے کی کوشش فرماتے۔

سلطان عبدالحمید خاں کی شان میں مولانا محمد قاسم کا قصیدہ

حضرت مولانا محمد قاسم کی خلافت عثمانیہ سے محبت وارادت مندی کی ایک بڑا مظہر، حضرت مولانا کا ایک قصیدہ ہے، جو اس وقت لکھا گیا تھا جب بلقان کی جنگ ہورہی تھی اور یہ سب علماء ترکی حکومت کے لئے مالی تعاون اور رقوم کی فراہمی میں دل وجان سے مشغول تھے۔

یہ قصیدہ حضرت مولانا اور ہندی مسلمانوں کی خلافت عثمانیہ سے وابستگی کی ایک علامت اور ایک بڑا اخراج تحسین اور اظہار نیاز مندی بھی ہے۔ کہنا چاہئے کہ حضرت مولانا کے الفاظ میں پوری قوم کے جذبات جھلک رہے ہیں۔(۵)

وفات: حضرت سفر حج کے بعد سے برابر بیمار چلے آرہے تھے، مگر سخت بیماری اور ضعف کے باوجود، دینی خدمات کا تسلسل جاری تھا، بیماری اور سخت کھانسی میں، ایک مشہور ہندو مبلغ اور پیشوا، سوامی دیانند سرسوتی کے اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کو علی الاعلان چیلنج کرنے کی وجہ سے دیوبند سے سفر کرکے رڑکی گئے، سوامی دیانند کے اعتراضات کے جواب دیئے، اور ان پر دو کتابیں تحریر کیں۔ بیماری میں سفر اور محنت کی وجہ سے مرض بڑھتا چلا گیا، دو تین دن بہت نازک کیفیت رہی، اس میں ۴/ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ پنجشنبہ (۱۵/اپریل ۱۸۸۰/) کو دیوبند میں وفات ہوئی، وہیں دفن کئے گئے۔(۶)

حواشی

(۱) ان عطیات ورقومات کی تفصیل، خلافت ترکی کے سرکاری ترجمان، روزنامہ الجوائب میں چھپتی رہی جس کا

حسین حسیب صاحب، قونصلر کے خطوط میں بھی اشارہ ہے اور ان تمام رقوم کی مفصل روداد، ترکی کی قونصل خانہ نے کتابی صورت میں بھی شائع کی تھی، جس پر "دفتر اعانت ہندیہ" چھپا ہوا ہے۔

(۲) یہ تمام تفصیلات اور متعلقہ خطوط، تفصیل "روداد چندہ بلقان" کے نام سے اسی وقت مطبع ہاشمی میرٹھ، سے ۱۲۹۴ھ میں چھپ گئی تھی، اس کا نسخہ موجود ہے۔

(۳) تذکرۃ الرشید (عکس طبع اول، میرٹھ سہارنپور: ۱۹۷۷/) (سوانح حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی) تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔

(۴) حیات شیخ الہند تالیف: مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، ص:۴۰ (مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۷/)

(۵) یہ قصیدہ قصائد قاسمیہ (جو حضرت مولانا محمد قاسم کے فارسی عربی کلام کا مجموعہ ہے) میں شامل ہے اور اس کی اصل، جو خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے قلم سے ہے (مفتی الٰہی بخش اکیڈمی) کاندھلہ ضلع مظفرنگر، یوپی میں محفوظ ہے مگر نہایت غلط چھپا ہے اور اس کی ترتیب بھی نسخہ مصنف کے مطابق نہیں ہے، (ص:۱۹ تا ص:۲۲ مطبوعہ عین الاخبار مرادآباد: بلا سنہ طباعت)۔

یہاں یہ بات بھی ضروری اور قابل ذکر ہے کہ اسی مجموعہ میں سلطان عبدالحمید کی شان میں مولانا ذوالفقار علی دیوبندی (وفات: ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴/) ہندوستان کے عربی زبان کے مایہ ناز ادیب، مصنف اور شاعر، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) کا ایک قصیدہ بھی شامل ہے۔ ص: ۳۳ تا ۳۳۔

(۶) حضرت مولانا کے احوال و خدمات پر حضرت مولانا کے رفقاء اور شاگردوں نے کئی عمدہ کتابیں لکھیں، بعد میں کئی اور کتابیں چھپیں جن میں:

۱- احوال طیب مولانا محمد قاسم — از مولانا محمد یعقوب نانوتوی

۲- سوانح قاسمی — مولانا مناظر احسن گیلانی (تین جلدیں)

۳- قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی — تالیف: نور الحسن راشد کاندھلوی

۴- الامام محمد قاسم النانوتوی، حیات و افکار، خدمات — (مجموعہ مقالات سیمینار حضرت مولانا محمد قاسم، دہلی)

لائق مطالعہ و استفادہ ہیں۔

☆☆☆